ساہتیہ اکیڈمی کے زیر اہتمام ’ساہتیہ اُتسو ۲۰۲۵ء‘ جاری

تیسرے روز ایوارڈ یافتگان نے اپنے تخلیقی تجربات کا اشتراک کیا، نیز سنیما اور ادب کے تعلقات سمیت کئی موضوعات پر گفتگو ہوئی

نئی دہلی (اسٹاف رپورٹر) آج ساہتیہ اُتسو ۲۰۲۵ء کے تیسرے روز ۲۲ر سیشنز میں منعقد کیے گئے مختلف پروگراموں میں ایوارڈ یافتگان کے ساتھ مصنفین کی بات چیت، ہندوستانی تاریخی افسانوں کی آفاقیت اور مشترکہ انسانی تجربہ، کیا ماس میڈیا ہی ادبی کاموں کو پھیلانے کا واحد ذریعہ ہے؟، عالمی ادبی منظر نامے میں ہندوستانی ادب، جدید ہندوستانی ادب میں یاترا جیسے موضوعات پر گفتگو، نوجوان ادب اور کثیر لسانی شاعری اور کہانی پڑھی گئی۔ مشہور انگریز مصنف اُپمنیو چٹرجی نے سموتسارا لیکچر پیش کیا جس کا موضوع تھا ”کچھ چیزیں قابل توجہ“۔ گزشتہ روز رائٹرز کانفرنس میں جن ادیبوں کو ایوارڈ سے نوازا گیا انہوں نے اپنا تخلیقی کام قارئین کو بتایا۔ ان سب کے تجربات بالکل مختلف اور دل کو چھو لینے والے تھے۔ لیکن عام طور پر سماجی تفریق پہلا قدم تھا جس نے سب کو مصنف بننے کی ترغیب دی۔ گگن گل نے جنھیں ان کے ہندی شعری مجموعے کے لیے ایوارڈ دیا گیا، اپنے تجربات بتاتے ہوئے کہا کہ شاعر کے لیے شاعری کرنا یا شاعر رہنا آسان نہیں ہے۔ آپ برسوں سے شاعری کر رہے ہوں تو بھی شاعر بننے میں زندگی لگ جاتی ہے۔ انہوں نے شاعری کو گونگی آواز کا عمل قرار دیتے ہوئے کہا کہ اپنے اردگرد ناانصافی اور بے بسی کے عالم میں

ساہتیہ اُتسو کے تیسرے روز منعقدہ پروگرام کے شرکاء

شاعر کے لیے بعض اوقات ایسے الفاظ تلاش کرنا مشکل ہو جاتا ہے جن سے وہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ ”فلم اتک سے بصری تک: ادبی کام جس نے سنیما کو دلچسپ بنا دیا“ پر ایک مباحثے کی صدارت ممتاز فلم مصنف اتل تیواری نے کی اور اس میں نامور فلمی اداکاروں اور ہدایت کاروں نندیتا داس، مگدھا سنہا، مرتضیٰ علی خان اور رینٹل جے دیو نے شرکت کی۔ نندیتا داس نے اپنی فلم ’منٹو‘ کی بنیاد پر کہا کہ بعض اوقات کچھ تاریخی کردار دورِ حاضر میں بہت زیادہ متعلقہ ہوتے ہیں اور ان کی مدد سے ہم حال میں تبدیلی کے بارے میں بھی بات کر سکتے ہیں۔ مہاشویتا دیوی کی کہانی پر کئی فلمیں بنانے والی نندیتا داس نے کہا کہ جہاں مین اسٹریم سنیما مضبوط ہے وہاں بامعنی یا ادبی فلمیں بنانا مشکل ہے۔ ہندی اور تیلگو سنیما اس طرح ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ ہندوستانی زبانوں کے ادب کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہونے کی وجہ سے ایسی ادبی فلمیں کم ہی بنتی ہیں۔ وہ مسلسل اچھی کہانی کی تلاش میں ہے۔ اپنی اگلی فلم کے بارے میں بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ ۲۰۰ر سال قبل لکھی گئی اپنی پہلی کہانی پر فلم بنانے جا رہی ہیں جو ایک جوڑے کی کہانی ہے۔ جنوبی ہند کے سنیما کے بارے میں جے دیو نے کہا کہ کیرالا کی فلمیں یعنی ملیالم صرف ادب پر مرکوز رہی ہیں۔ یہ بھی ایک قابل ذکر حقیقت ہے کہ جب بھی بہت سے ہدایت کاروں کو مالی بحران کا سامنا ہوا ہے تو انہوں نے ادبی کاموں پر مبنی فلمیں بنا کر اس کی تلافی کی ہے۔ مگدھا سنہا نے کہا کہ شمالی اور وسطی ہندوستان کی فلموں کے لیے تکنیکی سہولتیں صرف ممبئی میں مرکوز ہونے کی وجہ سے علاقائی سنیما کی تیاری مہنگی ہو جاتی ہے۔ انہوں نے ترجمہ کی کمی کی نشاندہی بھی کی۔ موافقت کی کچھ اچھی اور بری مثالیں دیتے ہوئے مرتضیٰ علی خان نے کہا کہ موافقت ایک اچھا عمل ہے لیکن بہت سے معاملات میں یہ ہدایت کار کے یک طرفہ وژن کی وجہ سے ناکام ہو جاتا ہے۔ اتل تیواری نے اپنے صدارتی بیان میں کہا کہ سنیما بہت سے فنون کا مجموعہ ہے اور اسے ہمیشہ ادب کی ضرورت رہے گی اور ادب کو ہمیشہ سنیما کی ضرورت رہے گی۔ اچھی فلم بنانا ایک اچھا ناول لکھنے کے مترادف ہے۔